رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۸ صفر ۱۳۳۷ھ | نمبر ۴۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ روزانہ اکثر اوقات کی نماز میں حضور خود پڑھاتے ہیں۔ اور ظہر کے بعد ٹانگہ پر سیر کو تشریف لیجاتے ہیں۔ ۲۹ نومبر خطبہ جمعہ بھی حضور نے ہی پڑھا۔ الحمد للہ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر مباحثہ کیلئے یہاں سے حافظ روشن علی صاحب اور شیخ عبد الرحمن صاحب نو مسلم (مولوی فاضل) تشریف لیگئے ہیں

۲۷ تاریخ فتح کی خوشی میں نہایت کامیاب اور پر رونق جشن ہوا جسکی مفصل رپورٹ دوسری جگہ درج ہے بیرونجات میں بھی جہاں جہاں ہماری جماعت کے احباب نے اسدن خاص خوشی منائی جو وہ بمختصر الفاظ میں وہاں کی کیفیت سے جلد اطلاع دیں۔ کئی مقامات کی اطلاعیں ہمارے پاس پہنچ چکی ہیں۔ جو انشاء اللہ آئندہ

تہنیت فتح کا جشن

قادیان میں

۲۷ ماہ نومبر کو "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یاد جشن منایا گیا۔ اس جشن کے منتظم اعلیٰ جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے اور کارکن اعلیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تھے۔ ۲۶ تاریخ جشن کے متعلق ایک چھپا ہوا پروگرام عام طور پر تقسیم کرنے کے علاوہ گلی کوچوں میں چسپاں کیا گیا۔ اور ۲۷ تاریخ اس کے مطابق

۸ بجے صبح سے دار العلوم کے وسیع اور خوشنما میدان میں ورزشی کھیلیں شروع ہوئیں جنمیں مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طلباء کے علاوہ بعض معزز اصحاب۔ مثلاً صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ ایم اے صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ خانصاحب عبد اللہ خاں صاحب۔ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ جناب ماسٹر نواب الدین صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی۔ جناب مولوی عبد المغنی صاحب جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری مولوی فاضل جناب شیخ عبد الرحیم صاحب۔ جناب چودھری غلام محمد صاحب بی اے۔ جناب خداداد خاں صاحب رسالدار۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب پٹیالوی وغیرہ نے بھی حصہ لیا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بذات خود رونق افروز رہے۔ اول وقت جو صبح ۸ بجے سے لیکر ایک بجے تک کا تھا۔ میچ ہاکی میچ ٹینس۔ ہنگ پانگ۔ میچ فٹ بال۔ کرکٹ میچ

میں صرف ہوا۔ اس کے بعد کھانا کھانے اور نماز ظہر پڑھنے کے لئے کارروائی بند کی گئی۔ اور پھر دوسرے وقت میں دوڑنا۔ پھاندنا۔ گولہ پھینکنا۔ اونٹوں کی دوڑ۔ گھوڑوں پر گتکے۔ رسہ کشی کے کھیل ۵ بجے شام تک ہوتے رہے جو نہایت دلچسپی اور پسندیدگی سے دیکھے گئے۔ حاضرین میں احمدیہ پبلک کے علاوہ دوسرے لوگ اور اردگرد کے قصبات و دیہات کے باشندے بھی شامل ہو کر لطف اٹھاتے رہے اس دن آخری کھیل رسہ کشی ہوا۔ جس نے بہت ہی لطف پیدا کیا۔ پہلے مدرسہ احمدیہ اور ہائی اسکول کے طلباء کا مقابلہ تھا۔ جس میں ہائی سکول کے طلباء کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد دونوں سکولوں کے سٹاف اور جنٹلمینوں کا مقابلہ ہوا جس میں جنٹلمین کامیاب ہوئے۔ اس پر ہائی سکول کے طلباء اور جنٹلمینوں کا مقابلہ ہوا۔ یہ مقابلہ بہت دیر تک ہوتا رہا۔ اور قریب تھا کہ جنٹلمین کامیاب ہو جائیں۔ کیونکہ وہ رسے کو کھینچتے کھینچتے مقررہ حد سے بالکل نزدیک پہنچ چکے تھے۔ کہ طلباء نے واپسی شروع کی۔ اور آخرکار رسہ کھینچ کر لے ہی گئے۔ طلباء اور جنٹلمینوں کی اس کشمکش اور زور آزمائی نے ناظرین کو بہت مسرور کیا۔ اور اسپر اس دن کی کارروائی ختم ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد دارالعلوم اور اندرون قصبہ میں روشنی اور چراغاں کیا گیا۔ جو بہت خوبصورت اور دلکش تھا۔ اندرون قصبہ میں احمدیہ بازار کے دونوں طرف مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی عمارتوں پر بیشمار چراغ جلائے گئے۔ اور منارۃ المسیح پر گیس کی روشنی کی گئی جس کا نظارہ بہت دلفریب تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندان مسیح موعود کے مکانات پر بھی چراغ روشن کئے گئے۔ اس کے علاوہ دیگر اصحاب نے اپنے اپنے مکانات پر خوب روشنی کی جس سے محلوں میں خاص رونق اور خوشنمائی پیدا ہو گئی۔ دارالعلوم میں بورڈنگ ہوس اور ہائی سکول کی شاندار عمارت کے بلند ترین پیش طاق کو چراغوں سے نہایت عمدگی سے سجایا گیا۔ اور ساری عمارت کے طول اور عرض کو بہت خوبی کے ساتھ روشن کیا گیا۔ دوسرے مکانات پر بھی روشنی کا عمدہ انتظام تھا۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیرکوٹلہ نے اپنی خوشنما اور عالیشان کوٹھی پر خوب چراغاں کیا۔ غرضیکہ احمدیوں کا کوئی مکان اور دکان ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی یہ پر لطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت موثر اور خوشنما تھا۔ اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی تھی جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ روشنی کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرنے میں ایسے لوگوں نے بھی خوشی سے حصہ لیا جو موجودہ گرانی اور قحط سالی کے موسم میں نہایت تنگدستی سے گذر اوقات کرتے ہیں۔ یہ روشنی رات کے ایک بڑے حصہ تک ہوتی رہی ہے۔ جس کی رونق لوگوں کی چہل پہل سے دوبالا تھی

اسی دن رات کو مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طلباء میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اور پانسو کے قریب غرباء اور مساکین کو پر تکلف کھانا کھلایا گیا۔ ان سب باتوں نے مل ملا کر اس دن کو ایک نہایت شاندار اور قابل یادگار دن بنا دیا۔ ہر طرف خوشی اور خرمی کا اظہار ہو رہا تھا۔ اور ہر شخص اپنی گورنمنٹ کی شاندار فتح کی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ اسی دن جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے "الحکم کا ایک خاص پرچہ" تاج برطانیہ کی عظیم الشان فتح کے جشن تہنیت کی تقریب پر شائع کیا جس میں گورنمنٹ برطانیہ کی فتح کو حضرت مسیح موعود کے نشانات میں سے ایک نشان ثابت کرتے ہوئے خوشی اور انبساط کا اظہار کیا گیا۔ یہ پرچہ بہت موزوں اور مطالب کے لحاظ سے قابل داد ہے۔ افسوس کہ اس میں ایک غلطی ہو گئی ہے وہ یہ کہ اس میں حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر کے یہ شعر لکھا گیا۔ کہ ؎

تاج و تخت ہند جارج کو مبارک ہو مدام ٭ ان کی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

حالانکہ اصل شعر یوں ہے ؎

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام ٭ انکی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیصر اور مدام کے الفاظ سے بڑی وسیع دعا فرمائی ہے۔ جس کی وسعت محض بادشاہ معظم جارج پنجم کی طرف اشارہ کرنے سے قائم نہیں رہتی کیونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنی دعا میں تمام قیصران سب موجودہ اور آئندہ کو شامل کیا ہے۔ کوئی مخصوص فرد مراد نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ لفظ مدام سے ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود کی طرف بہرحال صرف وہی کلام منسوب ہونا چاہیئے۔ جو آپ کے قلم سے نکلا ہو۔ امید ہے کہ شیخ صاحب خود بھی اس فروگذاشت کی اصلاح فرما دینگے۔

چونکہ ۲۷۔ تاریخ جشن کا مجوزہ پروگرام ختم نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بقیہ کارروائی کے لئے ۲۸ تاریخ مقرر فرمائی۔ اور اس دن ۸ بجے صبح مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کی ٹیموں میں ہاکی کا میچ شروع ہوا۔ اس دن بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رونق افروز تھے۔ ہاکی کے بعد کرکٹ میچ ہوا اور پھر کھانے اور نماز ظہر پڑھنے کی چھٹی کی گئی۔ دوسرے وقت چھلانگیں مارنا کودنا اور دوڑنا ہوا۔ اس دوڑ میں یہ باتیں داخل تھیں کہ ایک گول بڑی اول دوڑنے والوں کو ایک مصنوعی دلدل سے گذرنا تھا۔ اس کے بعد سوئی میں دھاگہ ڈالنا۔ پنسل بنانا۔ چارپائیوں کے نیچے سے گذرنا اور آخر میں ضرب کا ایک سوال حل کرنا تھا۔ اس مقابلہ میں مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طلباء شامل تھے۔ پھر بعد از نماز عصر ریوالور اور بندوق کا نشانہ لگانے کا مقابلہ ہوا اور اونٹوں کی دوڑ بھی ہوئی۔

باوجود اس کے کہ ایک دن کی بجائے دو دن جشن منانے میں صرف ہوئے تاہم مجوزہ پروگرام کا کام ختم نہ ہوا۔ اور تیسرا دن بھی اسی غرض کے لئے رکھا گیا۔ اس دن چونکہ جمعہ تھا اس لئے کارروائی پہلے وقت شروع نہ کی جا سکی پچھلے پہر بموجودگی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ایک میل کی دوڑ ہوئی۔ اور پھر مسجد نور میں جہاں پہلے دن سے جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی جلسہ تقسیم انعامات ہوا۔ جس میں کھیلوں وغیرہ میں اعلیٰ کام کرنے والے طلباء اور دیگر اصحاب کو معقول انعام تقسیم کئے گئے۔ اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

اس جشن کے انتظام میں جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بحیثیت سکرٹری انجمن مذکور نہایت عمدگی اور محنت سے خدمات انجام دیں۔ جشن کا انتظام ہر طرح قابل تسلی اور لائق تعریف تھا۔ اور دیگر اصحاب نے بھی اپنی متعلقہ خدمات کو نہایت عمدگی سے ادا کیا۔ یوں بھی یہ جشن ہمارے لئے بہت بڑی خوشی اور مسرت کا موجب تھا۔ لیکن اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی باوجود ناسازی طبع موجودگی بہت ہی فرحت افزا اور خوش کن تھی۔ اور اس نے جشن کی رونق اور خوشنمائی اضعافاً مضاعف ہو گئی تھی۔ کیونکہ حضور کے دیدار فرحت آثار سے بہرہ اندوز ہونے کا ہمارے لئے یہ بہت عمدہ موقعہ بہم پہنچا تھا

غرض یہ تین دن ایسی خوشی اور چہل پہل میں گذرے کہ جس کی یاد مدت دراز تک دلوں سے محو نہ ہوگی۔ اس موقعہ پر کل اخراجات جو انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ قادیان کی طرف سے کئے گئے۔ کسی صورت میں بھی پانچ چھ سو روپے سے کم نہیں ہونگے۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - ۳ر دسمبر ۱۹۱۸ء

جناب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے متعلق

پیام صلح کی غلط بیانی

اور اسکی تردید میر صاحب مرحوم کی زبانی

پیام صلح نے اپنے ۲۰- نومبر کے پرچہ میں جناب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے انکے متعلق نہایت غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اور بڑی بیباکی سے لکھا ہے۔ کہ:-

"میر صاحب موصوف حضرت مسیح موعود کے پرانے مریدین میں سے تھے۔ اور موجودہ اختلافات میں صرف میاں صاحب کی فرزندیت مسیح موعودؑ کی محبت میں انہوں نے ان کا ساتھ دیا۔ ورنہ حقیقتاً وہ ہمیں حق پر سمجھتے تھے۔ خود آپ نے لاہور کے جلسہ شوریٰ میں علانیہ کہا۔ کہ میں اسی جماعت کو حق پر سمجھتا ہوں۔ ویسے بھی آپ بہت نیک اور متقی تھے"۔

ان الفاظ میں ایک طرف تو جناب میر صاحب مرحوم پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ وہ باوجود غیر مبایعین کو حق پر سمجھنے کے "میاں صاحب کی فرزندیت مسیح موعودؑ کی محبت کی وجہ سے مبایعین میں داخل ہوگئے" گویا انہوں نے جان بوجھکر حق کو چھوڑ کر ناحق کا ساتھ دیا۔ اور دوسری طرف اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ "آپ بہت نیک اور متقی تھے" ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ کسی عقلمند اور سمجھدار انسان کے قلم سے ایک ہی شخص کے متعلق یہ متضاد بیان کس طرح نکل سکتے ہیں۔ اور پیام صلح ان کی تطبیق کس طرح کر سکتا ہے۔ کیونکہ اسے جب خود اقرار ہے۔ کہ جناب میر صاحب مرحوم بہت نیک اور متقی تھے۔ تو کیا انکے اتقا کا یہی تقاضا تھا۔ کہ غیر مبایعین کو باوجود حق پر سمجھنے کے ان سے الگ ہوگئے۔ اور مبایعین کو ناحق پر سمجھتے ہوئے ان میں شمولیت اختیار کرلی۔ ہرگز نہیں۔ پس انہوں نے جو بات قبول کی۔ وہی حق تھی۔ اور یہی ان کے متقی ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ باقی رہا یہ کہ وہ حقیقتاً غیر مبایعین کو حق پر سمجھتے تھے۔ اس کے متعلق ہم ان کے تمام اس طریق عمل کو چھوڑ کر جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں داخل ہونیکے دن سے لیکر آخری دم تک اختیار کیئے رکھا۔ اور اس عرصہ میں وہ غیر مبایعین کو جس نظر سے دیکھتے رہے۔ صرف ایک تازہ واقعہ پیش کرتے ہیں۔ جو انکی زندگی کے آخری ایام کا ہے:

حال ہی میں جب مولوی محمد علی صاحب نے شملہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نام ایک چٹھی لکھکر شائع کی۔ اور وہی چٹھی جناب میر صاحب مرحوم کو بھی پہنچی۔ تو انہوں نے اسے پڑھکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایک خط لکھا۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جناب میر صاحب مرحوم حقیقتاً کس فریق کو حق پر سمجھتے تھے۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور انکے ہم خیالوں کی انکی نظر میں کیا وقعت اور حقیقت تھی۔ مذکورہ بالا خط حسب ذیل ہے:-

"امامنا وسیدنا خلیفۃ المسیح ثانی سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدت سے خدمت والا میں متصدع اوقات گرامی نہیں ہوا۔ اور نیز علالت طبع کی حالت مانع رہی کہ براہ راست خدمت عالی میں کوئی عریضہ بھیجکر تحریر فرمانے کی تکلیف دوں۔ اب خدا کے فضل سے نسبت سابق صحت بحال ہے اور آئندہ زیادہ قیام صحت کی امید کیجاتی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے شملہ سے ایک خط حضور کی مبارک ذات کو مخاطب کرکے پبلک میں شائع کرایا ہے۔ اسکی مطبوعہ کاپیاں یہاں بھی آئی ہیں۔ یہاں کے بعض ہم خیالوں نے جو مولوی صاحب کے ہمداستان ہیں اُن پرچوں کو اڑایا ہے۔ جو اڑتا ہوا میرے پاس بھی آیا ہے۔ مولوی صاحب نے خدا جانے کس خیال سے وہی پرانا راگ گایا ہے۔ مگر ایک جدید طرز پر۔ جو بظاہر ہمدردی کے رنگ میں آپ کی ذات سامی پر حملہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر ہاتھ صاف کرنا چاہا ہے اور وہ باتیں جو اپنی بیّن کلام سے حضرت مسیح موعودؑ خود فیصلہ کر گئے ان سے نفی کے رنگ میں جناب کو ان کے مشن کے برخلاف اشاعت مسائل کا معاذ اللہ ملزم بنا کر جناب سے مطالبہ جواب کی خواہش کرکے یقین دلانا چاہا ہے کہ جو کچھ مولوی صاحب اور انکے رفقا مسیح موعودؑ کی تعلیم کو پیش کرتے ہیں وہ حق ہے اور جناب جماعت کو ان مسائل میں غلط راہ پر لیجا رہے ہیں جس خطرناک طریق سے انہوں نے یہ رنگ آمیزی کی ہے وہ انکی تحریر سے ظاہر ہے اور باوجود ہر ایک امر کے پورے طور پر بار با واضح ہوجانیکے آریوں اور عیسائیوں کی طرح یہ ظاہر کرنے کی چال اختیار کی ہے کہ گویا اب تک جناب کی طرف سے ان مسائل پر کوئی روشنی نہیں پڑی اور وہ اب تک منتظر ہیں۔ ان تجاہل عارفانہ کرنے والی قوم کے امیر کو خدا ہی سمجھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خود ساختہ پرداختہ کی لطافتہا تخیل جنابیہ کی باصفات ذات ستودہ کے ساتھ منسوب کرکے کیسے پُرفتنہ طریق سے دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو جناب کی طرف سے ذلت اور ہتک کے مقام پر کھڑا کرنے کا یقین دلانا چاہتے ہیں جناب نے اس اشتہار کو دیکھ لیا ہوگا۔ پاک صداقتوں کو کیسے خلاف اور برے پیرایہ میں بزعم خود رکھ کر انکے انکار کرتے ہوئے۔ اپنی غلط بیانی اور

خلاف تحریر کا لوگوں کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی روبہ بازی کا یہ ایک نیا روپ بدلا ہے۔ جناب ان کے اس پیچ در پیچ لٹریچر سے بخوبی واقف ہیں۔ بہر حال اس کے مقابل میں ایک اشتہار فی الفور نکل جانا چاہیئے۔ جو انکی اباطیل کو طشت از بام کرنے والا ہو

یہ قوم عجیب رنگ میں بد اندیشی کرتی ہے اور موقعہ پر نیش زنی سے باز نہیں آتے۔ جناب کی علالت طبع اور صحت کے مقابلہ میں کس قدر بے باکی سے طعنہ آمیز اشتعال دلانے والے فقرات استعمال کئے ہیں۔ جس سے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اور امید ہے کہ اور جاں نثاران سلسلہ کو بھی پہنچا ہوگا۔ بہر حال اس شخص نے نعل در آتش ہونے کا مقام دانستہ قائم کیا ہے اور بے باکانہ چھیڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انکو انکی بے باکیوں کا مزہ چکھائے اور خواہ نخواہ پاکوں کے منہ آنے کی سزا انکو دے۔" ۸/۱۸

یہ ہے وہ خط جو جناب میر صاحب مرحوم نے اپنی وفات سے چند ہی ماہ قبل لکھا اس کے جن الفاظ کو جلی کر دیا گیا ہے۔ صاف طور پر بتا رہے ہیں۔ کہ غیر مبایعین سے انکا کسی قسم کا تعلق اور واسطہ نہیں تھا۔ چہ جائے کہ حقیقتاً وہ انہیں حق پر سمجھتے تھے۔ کیا پیغام صلح بتلا سکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیالوں کے حق پر ہونے کے کہاں تک موید ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے جھوٹ اور دروغ بیانی کو شیر مادر سمجھ رکھا ہے۔ اور باوجود بار بار زک اٹھانے اور شرمندہ و نادم ہونے کے پھر بھی کوئی موقعہ جانے نہیں دیتے۔ جناب میر صاحب مرحوم کے وفات پا جانے کے بعد پیغام صلح کی یہ غلط بیانی نہایت قابل شرم اور لائق نفرین حرکت ہے۔ اگر اسکے نزدیک جناب میر صاحب مرحوم حقیقتاً غیر مبایعین کے ساتھ تھے۔ تو اسے ان کی زندگی میں اس بات کو ظاہر کرنا چاہیئے تھا لیکن انکی زندگی میں اس بات کو ظاہر نہ کرنا اور اب لکھنا ظاہر کرتا ہے کہ خود پیغام صلح بھی اس بات کو درست نہیں سمجھتا تھا۔ اور اب اس نے یہ سمجھ کر کہ میر صاحب مرحوم کے متعلق جو کچھ کہا جائیگا اسکی تردید نہیں ہو سکے گی۔ بے ہودہ سرائی کی جرأت کی ہے۔ جسکی تردید جناب میر صاحب مرحوم کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی مندرجہ بالا تحریر نے کر دی ہے۔ اب پیغام صلح جناب میر صاحب کے مندرجہ بالا خط کو پڑھکر بتلائے کہ آیا یہ اس کی غلط بیانی کی کافی تردید کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر کر رہا ہے۔ اور واقعہ میں کر رہا ہے۔ تو اسے جھوٹ بولنے سے آئندہ ہی پرہیز کرنا چاہیئے ٭

اگرچہ جناب میر حامد شاہ صاحب کا مذکورہ بالا خط ہی پیغام صلح کی غلط بیانی کی کافی طور پر تردید کر رہا ہے۔ تاہم ان کا ایک اور خط ہم درج ذیل کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر ایک عقیدہ سے اپنا کلی اتفاق ظاہر کیا ہے۔ یہ خط انہوں نے شملہ کے ایک پیامی خیالات کے شخص کی اس خلاف بیانی کے متعلق لکھا تھا۔ کہ "میر حامد شاہ صاحب بھی مسئلہ کفر و اسلام میں مبایعین کے ساتھ متفق نہیں ہیں۔ اور وہ اب بھی غیر احمدیوں کے جنازے پڑھ لیتے ہیں اور جائز سمجھتے ہیں"

یہ بات جب جناب میر صاحب مرحوم تک پہنچی۔ تو انہوں نے ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر کو مندرجہ ذیل خط اسلئے لکھا۔ کہ اسے شملہ بھیج دیا جائے۔ تاکہ انکے متعلق جو افترا پردازی کی گئی ہے۔ اس کا قلع قمع ہو جائے۔ خط یہ ہے۔

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

برادرم معظم جناب نیر۔ میں نہیں جانتا کہ یہ عبدالرحمن کون بزرگ ہیں جو میری اوقات زندگی کے نگران ہیں کہ جنکو میرے اعمال کا عینی مشاہدہ ہے یا صرف افترا پردازوں کی اکاذیب پر اعتبار کرنے کے عادی ہیں میرا عقیدہ ہر ایک مسئلہ متنازعہ فیہ میں وہی ہے جو جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ہے اور آپکو معلوم ہے کہ میری اس ہم عقیدگی کا فیصلہ حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی خلافت اولیٰ میں ہی طے ہو چکا ہے خلافت ثانیہ کے عہد فیض عہد میں اب تک مجھ سے کوئی عمل اس عقیدہ کے خلاف نہیں ہوا اور میں دعا کرتا ہوں کہ تا زیست وہ مجھے اسپر قائم رکھے وہ اسلام جو مسیح موعودؑ نے پیش کیا ہے وہی میرا اسلام ہے اور مجھے کسی کے کفر و اسلام سے کوئی غرض نہیں۔ میں مسیح موعودؑ کا انکار رسول اللہ کا انکار سمجھتا ہوں اور اسی حالت میں ہی الفاظ انہیں تعریفوں کے ساتھ استعمال کرنا جائز سمجھتا ہوں جو خدا کی دوکیبولری کلام اللہ نے کسی عہد شکن بدعہد مدعی اسلام کے لئے استعمال کئے ہیں کافر۔ فاسق۔ فاجر۔ منافق۔ اور قرآنی دلائل اسپر قاطع ہیں۔ مجھے تو بجائے خود احمدیت کے خالص اسلام کی نسبت بعض احباب احمدی سے روئے سخن ہے تا بغیر احمدیاں چہ رسد۔ نماز جنازہ کیسی ایسے شخص کے واسطے جو احمدیت کا منکر ہے اور ہمارے مسیح موعودؑ کا منکر یا نہ ماننے والا ہے کبھی جائز ہو سکتی ہے یہ ایک بہتان ہے جو میری نسبت کسی غلط اطلاع پر ظاہر کیا گیا ہے ورنہ میں نے تو غیر احمدی اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی جنازہ کا پڑھنا ترک کر دیا ہے تا بہ دیگراں چہ رسد۔ واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔ دعا گو عاجز میر حامد شاہ

سب جسٹرار از سیالکوٹ

مذکورہ بالا دونوں خط ہمارے پاس موجود ہیں اگر پیغام صلح ہمارے شائع کردہ الفاظ میں کسی ایک لفظ پر بھی انکار کرے تو ہم عکس شائع کرنے کیلئے تیار ہیں ٭

کیا ان خطوط کو پڑھکر پیام صلح اپنی شرمناک غلط بیانی پر ندامت کا اظہار کریگا۔ اور جناب میر صاحب مرحوم پر جو بہتان اس نے باندھا ہے۔ اسکی تردید کردیگا۔

پیام صلح نے جناب میر صاحب مرحوم کے متعلق جو افترا پردازی کی ہے۔ اس کا دفعیہ کرنے کے بعد ہم یہ بتادینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ پیام صلح کو جناب میر صاحب مرحوم ایسے متقی پرہیزگار اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ پر فدا ہونے والے بزرگ کے متعلق یہ کہنے کی کہ وہ حقیقتاً غیر مبایعین کے ساتھ تھے۔ صرف اس وجہ سے جرأت ہوئی۔ کہ وہ غیر مبایعین سے حسن سلوک اور وسعت اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ اگر پیام والوں میں کچھ انسانیت ہوتی۔ تو وہ بجائے ایک غلط بات مشہور کرنے کے جناب میر صاحب مرحوم کے اخلاق وعادات کی تعریف کرتے۔ لیکن اسکی بجائے انہوں نے انکے اتقاء پر سخت حملہ کیا۔ اور انہیں باوجود غیر مبایعین کو حق پر سمجھنے کے حق کا ساتھ نہ دینے والا قرار دیا گیا۔

پیام صلح کی روش نے جو اس نے جناب میر حامد شاہ صاحب کے متعلق بوجہ انکے حسن سلوک اور وسعت اخلاق کے اختیار کی ہے۔ ثابت کردیا ہے۔ کہ یہ لوگ ہرگز ایسے سلوک کے اہل نہیں۔ کیونکہ بجائے اسکے کہ جناب میر صاحب مرحوم ایسے وسیع الاخلاق کے سلوک سے فائدہ اٹھاتے۔ الٹا نتیجہ نکالکر انہیں کی ذات پر حملہ کرتے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ جو غیر مبایعین سے اس قسم کا خلا ملا رکھتے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے ان کے اعتقادات کے متعلق غیر مبایعین کو غلط بیانی اور دھوکہ دہی کی جرأت ہوتی ہے اس اخلاق اور عالی ظرفی سے جو کہ غیر مذاہب والوں کے لئے بھی روا رکھی جاتی ہے اور اپنے زیر اثر ہونے کا نتیجہ نکالتے ہیں یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ لوگ حد سے زیادہ گر چکے ہیں اور اپنے آپ کو ہر قسم کے تعلقات کے ناقابل ثابت کر رہے ہیں ؛

آریہ پترکا کی نادانی

یہ مسلمہ بات ہے کہ خدا کے نبی اور مصلح اسوقت دنیا میں تشریف لایا کرتے ہیں جب کہ فسق و فجور بدی اور بدکاری حد سے بڑھ جاتی ہے اور لوگوں کی حالت اور ان کے افعال و اخلاق نہایت ہی شرمناک ہوجاتے ہیں۔ ایسے وقت میں جب خدا کا نذیر آتا ہے تو وہ دنیا کو انکی بدکاریوں اور بداعمالیوں سے پیدا ہونیوالے بدنتائج سے متنبہ کرتا ہے۔ مگر جب تاریکی کے فرزند اس کی آواز پر کان نہیں دھرتے تو خدا کے غضب کے مخفی ارادے ظاہر ہوجاتے ہیں اور دنیا ایک عذاب میں مبتلا کی جاتی ہے اور ایک قیامت کا نمونہ دیکھتی ہے ؛

چنانچہ اب بھی جبکہ دنیا کے لوگوں میں وہ تمام بدیاں اور برائیاں پیدا ہوگئیں جو پہلے لوگوں میں کبھی ہوئی تھیں۔ بلکہ ان سے بھی بڑھکر۔ تو خدا نے اپنی سنت کے مطابق ایک نبی کہ ایک روحانی طبیب کہ ایک مصلح ...... کو برپا فرمایا جس نے انکو خدا کی امان کے جھنڈے کے نیچے جمع کرنا چاہا مگر نادانوں نے اس پر ہنسی اڑائی اور منہ پھیر لیا پس انپر وہ سنت جاری ہوئی جو پہلوں پر جاری ہوتی رہی۔ اور جیسا کہ پہلے کفار نے انبیاءؑ کی تکذیب کے باعث جب طرح طرح کے عذابوں کو دیکھا تو انہیں کہا تھا کہ قالوا انا تطیرنا بکم کہ ہم تو تمھاری نحوست میں گرفتار ہوگئے اسی طرح آج کفار ہند بھی جب اپنی شامت اعمال سے ان عذابوں کے مستوجب ٹھیرے جو انکے لئے آسمان و زمین کے خدا نے زمین و آسمان سے بھیجے اور ان کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی پیش کی گئی تو اسکے جواب میں کہا گیا۔ کہ :-

"بلاشبہ جس مذہب کا دارومدار محض منحوس پیشگوئیوں پر ہو اسکے لئے اپنے مریدوں کو اپنے پنجرے میں پھنسائے رکھنے کیلئے اس سے بڑھکر صاف اور عمدہ پیشگوئی نہیں ہوسکتی"

یہ وہ فقرہ ہے جو آریہ پترکا نے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی متعلقہ پر اسرار بیماری کے شائع کیئے جانے پر بطور استہزا استعمال کیا ہے اور یہی وہ الفاظ ہیں جو انبیاءؑ کا مقابلہ کرنیوالوں نے ہمیشہ انبیاءؑ کے مقابلہ میں استعمال کیئے ہیں۔ حالانکہ نادانوں نے یہ کبھی نہ سوچا کہ یہ انبیاءؑ کی نحوست نہیں بلکہ ہمارے ہی افعال کا نتیجہ ہے اگر انبیاءؑ کی باتوں کو مانتے تو انپر عذابوں کے دروازے نہ کھولے جاتے بلکہ انکی سیئات کو حسنات سے بدل دیا جاتا۔ کیونکہ جہاں انبیاءؑ نذیر ہوتے ہیں وہاں بشیر بھی ہوتے ہیں۔ لیکن ایک طرف نبی کی بتائی ہوئی باتوں کو قبول کرکے اپنی اصلاح نہ کرنا اور دوسری طرف اپنے شامت اعمال کیوجہ سے اس پیشگوئی کے مطابق عذاب میں مبتلا ہوکر الٹا انپر الزام لگانا اگر حد درجہ کی نادانی اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ کاش آریہ پترکا عقل و فکر سے کام لیتا تا ایسے پر از جہالت الفاظ اسکے قلم سے نہ نکلتے۔ اور وہ بجائے حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کو منحوس قرار دینے کے اپنی حالت کو منحوس قرار دیتا۔ تاہم اس نے جو کچھ لکھا۔ اس سے یہ تو ثابت ہے۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی جنگ کے متعلق پیشگوئی کا پورا ہونا ماننے پر مجبور ہوگیا ہے۔ اور اسے سوائے "منحوس پیشگوئیاں" کہنے کے دل کا بخار نکالنے کا کوئی طریق نہیں مل سکتا لیکن یہ ثابت ہوجانے پر کہ کوئی پیشگوئی منحوس نہیں ہوتی بلکہ جن لوگوں سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ ان کی حالت اور اعمال کے مطابق ہوتی ہے۔ تو پھر پیشگوئی کو منحوس نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بلکہ جن پر وہ واقع ہوتی ہے۔ وہ منحوس ہوتے ہیں ؛

خطبۂ جمعہ

خُدا کے رسُول آیات اللہ ہوتے ہیں

(از مولٰنا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب)

مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۱۸ء

ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ وکفیٰ باللہ شھیداً (تا آخر سورہ فتح رکوع آخر) -

دنیا میں بعض چیزوں کا تعلق خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے۔ اور ان میں ایسا تعلق ہے - کہ ایک کے دیکھنے سے دوسری کا علم ہو جاتا ہے - مثلاً ہم انسان کی تصویر دیکھتے ہیں تو اس تصویر کے دیکھنے سے اس شخص کے متعلق ایک خاص علم حاصل ہو جاتا ہے۔ جس طرح انسان کی تصویر اور اس کے اصل میں ایک تعلق ہے اور تصویر سے اصل کی طرف راہنمائی ہوتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی کتاب سے ظاہر ہے کہ خدا کا پتہ اس کے رسولوں کے ذریعہ لگتا ہے۔

یہ آیتہ جو میں نے پڑھی ہے اس میں دو نکتے ہیں پہلی میں فرمایا۔ ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ اگر تم اللہ کا پتہ لگانا چاہتے ہو تو سُن لو کہ اللہ وہ ہے۔ جس نے اپنے اس رسول کو تم میں بھیجا۔ اب اس رسول کے پتہ لگانے کی ضرورت ہے - کہ آیا فی الواقع یہ شخص جو مدعی ہے رسول ہے۔ یا نہیں - اس کے متعلق فرمایا - وکفیٰ باللہ شھیداً اس رسول کی صداقت کے لئے اللہ کی شہادت کافی ہے

خدا کیلئے رسولوں کی شہادت اور رسولوں کیلئے خدا کی شہادت

میں بتاتا ہوں کہ کس طرح اللہ کی گواہی اس رسول کی صداقت کے لئے کافی ہے۔ اور پھر کس طرح اس رسول سے اللہ تعالیٰ کے متعلق علم ہوتا ہے اور لوگوں کے لئے تو یہ مسئلہ مشکل ہے مگر خدا کے فضل سے ہمارے لئے مشکل نہیں ہے کیونکہ ہم نے اپنی آنکھوں سے خدا کے ایک نبی کو دیکھا۔ اور محض خدا کے فضل سے اس کو قبول کیا ہے جب خدا تعالیٰ کسی رسول کو بھیجتا ہے تو اس کے ہاتھ پر نئے نئے اور عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ انسان کی عادت ہے کہ جو چیزیں ہمیشہ اس کے سامنے رہیں ان سے عام طور پر لاپرواہ ہو جاتا ہے - اس لئے خدا تعالیٰ انسان کی تنبیہ کے لئے ان نشانات کے علاوہ جو ہر وقت خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرتے ہیں نئے نشانات بھی ظاہر فرمایا کرتا ہے جن سے غفلت دور ہو کر انسانوں میں ایک ہوشیاری اور بیداری پیدا ہو جاتی ہے پس جب ایک رسول کے ہاتھ پر ہی اور انداز ہی نشانات ظاہر ہوتے ہیں تو لوگ حیران ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اس رسول اور اپنے میں بظاہر کوئی فرق نہیں پاتے - اور جب وہ دیکھتے ہیں - کہ ایک انسان کہ جس کی ظاہری حالت میں اور ہم میں کچھ بھی فرق نہیں تو ان کے دل میں یہ بات ضرور کھٹکتی ہے - کہ جب یہ کام ان کی طاقت سے بالا اور باہر ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ کوئی اور ہستی اور کوئی اور زبردست طاقت ضرور ہے جو یہ کام کراتی ہے - یہ پہلا پتہ ہے جو خدا تعالیٰ کے نبیوں کی معرفت خدا کی ہستی کے متعلق لوگوں کو لگتا ہے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے یہ خوارق اور معجزات اور فوق الطاقت امور اسی شخص کے ذریعہ ظہور میں آتے ہیں اور اس کے سوا اور ہم میں سے کسی اور کے ساتھ اس طاقت کا ایسا تعلق خاص نہیں تو ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ شخص بھی خاص ہے اور اس کا تعلق بھی خدا سے خاص ہے اسی کا نام نبوت و رسالت ہے پس وہ ہستی جو ایسے ایسے کام ایک ہم جیسے انسان سے کراتی ہے خدا ہے - اور وہ وجود جس کے ذریعہ یہ امور ظہور پذیر ہوتے ہیں وہ رسول اور نبی ہے گویا کہ ایک طرف تو ان نشانات کے ذریعہ خدا کی ہستی کا علم ہوتا ہے اور دوسری طرف اس رسول کی صداقت اور حقانیت ظاہر ہو جاتی ہے۔

نبی کا زمانہ پانیوالے لوگوں کی ایمانی حالت

دوسری وہ بات جس سے خدا کے رسول کی شان کا پتہ لگتا ہے۔ خدا نے یہ بیان فرمائی کہ۔ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا۔ جو اس رسول کے ساتھ والے ہوتے ہیں اور اس کو دیکھنے والے ہوتے ہیں ان کا ایمان اعلیٰ درجہ پر ہوتا ہے اور ان کے ایمان کے اعلیٰ درجہ پر ہونے کی وجہ وہ نشانات ہوتے ہیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ کے نبی کی معرفت ملاحظہ کئے ہوتے ہیں .. ..

.. ..

.. ..

پہلے مذاہب کے پاس صرف قصہ کہانیاں ہیں لیکن خدا کے فضل سے ہمارا ایمان قصہ کہانیاں نہیں پر نہیں - مقام غور ہے - کہ ایک طرف رسول کریم بتاتے ہیں کہ عراق عرب اور شام وغیرہ ممالک تمہارے مفتوح ہوں گے اور ان کے بادشاہوں کی لڑکیاں تم میں سے بعض کے نکاح میں آئیں گی اور ان کے لڑکے تمہارے غلام ہوں گے حالانکہ ان پیشگوئیوں کے بیان کرنے کا وقت ہے جب کہ مشرکین مکہ نماز تک پڑھنے نہیں دیتے تھے اور مسلمان چھپ چھپ کر نماز ادا کرتے تھے۔ بلکہ ان کو ٹھہرنے کے لئے جگہ نہیں ملتی تھی اور ان کو اپنا پیارا وطن چھوڑ کر مدینہ میں پناہ گزین ہونا پڑا - ایسے وقت میں ان سے یہ وعدے کئے گئے پھر جب خدا کے حکم کے ماتحت یہ وعدے پورے ہوئے۔ تو اس نظارہ کو تصور میں لاؤ کہ ان لوگوں کے ایمان کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہوں گے ان لوگوں کو ایسی حالت میں جب کہ وہ بہت کمزور تھے بتایا گیا تھا - کہ مشرکین وغیرہ سے عرب کی سرزمین کو پاک کر دیا جائیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور جب انہوں نے عرب کی زمین کو پاک پایا تو ان کے دیکھنے کی عجیب شان ہوگی پس یہی نشانات ہوتے ہیں

جن کے ذریعہ نبی کے وقت کے لوگوں کے ایمان اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ پر پہنچ جایا کرتے تھے۔

ایمان کے کامل ہونے کا نتیجہ اتباع شریعت ہے

لیکن یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے کہ ایمان کے کامل ہونیکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان کے اعمال شریعت کے مطابق ہو جایا کرتے ہیں ایک چھوٹے بچہ کو خواہ کتنا ہی سمجھایا جائے۔ کہ آگ کے قریب مت جاؤ اور اس میں اپنا ہاتھ مت ڈالو ورنہ تمہارا ہاتھ جل جائیگا وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکیگا اور جب اس کو موقعہ ملیگا۔ آگ ہی کیطرف ہاتھ بڑھائیگا کیونکہ بچہ کو اس بات کا اعتقاد نہیں ہوتا کہ میرا آگ میں ہاتھ ڈالنا میرے لئے مضر ہے لیکن جب وہ بڑا ہو جائے اور اسے معلوم ہو جائے کہ آگ میں ہاتھ ڈالنا میرے لئے مضر ہے تو وہ کبھی نہیں ڈالیگا اسی طرح جب انسان کا اعتقاد ہو اور اسکا ایمان کامل ہو تو اس سے دیدہ دانستہ غلطی سرزد نہیں ہو سکتی مثلاً ایک شخص کا ایمان ہے کہ ایک خدا ہے اور وہ سمیع بصیر ہے اور یہ اس کا رسول ہے اور یہ اس کی شریعت ہے اور اس جہان کے علاوہ ایک اور جہان ہے جہاں اعمال کی جزا و سزا دی جائیگی اور اگر ہم غلطیاں کرینگے اور بد اعمال ہوں گے تو آئندہ زندگی دکھوں اور مصیبتوں کا مجموعہ ہوگی اور اگر شریعت کے مطابق عمل کرینگے تو وہ زندگی نہایت سکھ کی زندگی ہوگی تو اس ایمان اور اعتقاد کے ہوتے ہوئے یہ ناممکن اور قطعی محال ہے کہ دیدہ و دانستہ شریعت کے خلاف کام کرنے کی جرأت کرسکے پس جب ایمان اور اعتقاد ہو تو شریعت کے خلاف دانستہ انسان کوئی حرکت نہیں کریگا نادانستہ البتہ غلطی ہو جانا کچھ بعید نہیں مگر جب ایک انسان دانستہ شریعت کے خلاف عمل کرے تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ اسکا ایمان اور اعتقاد شریعت پر ہے نہ خدا پر کیونکہ اگر ایک بچہ کو یہ اعتقاد اور ایمان ہو یعنی وہ جانتا ہو کہ آگ میں ہاتھ ڈالنا میرے ہاتھ کو جلا ڈالیگا تو یقیناً اس بات کو جانتے ہوئے کبھی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالیگا

پس صحابہ کے متعلق فرمایا اشداء علی الکفار رحماء بینہم وہ اس قدر مضبوط ایمان والے اور مستقیم الحال ہیں کہ ان پر کفار کا ذرہ بھر اثر بھی نہیں پڑتا ہاں آپس میں وہ ایک دوسرے کے اثر کو قبول کرتے ہیں تراهم رکعا سجدا تم ان کو دیکھو گے کہ وہ سجدہ و رکوع کی حالت میں نظر آئیں گے دوسری جگہ فرمایا کہ وہ رات کے وقت کھڑے ہو کر۔ لیٹ کر۔ کروٹوں کے بل خدا کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں ان کے بال بچے ہیں وہ دنیا کے کاروبار میں مصروف ہیں لیکن دنیا کے لئے نہیں بلکہ خدا کیلئے پس نبی کے ساتھ والوں کی یہ حالت اور یہ اعمال دیکھکر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس کے ساتھیوں کی یہ حالت ہو وہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خود وہ شخص تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام پر نہ ہو اور خدا کا نبی نہ ہو گویا کہ وہ مومن رسول کے مظہر ہوتے ہیں اور رسول خدا کا مظہر ہوتا ہے۔

پچھلے دنوں جب حضرت خلیفۃ المسیح بیمار تھے تو حضور کے ارشاد کے مطابق مجھے جمعہ پڑھانا پڑتا تھا اور اب پھر حضور کی علالت کے باعث مجھے ہی جمعہ پڑھانا پڑتا ہے عام طور پر مقرر اور خطیب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کرتا ہے۔ کہ میں اپنی تقریر یا خطبہ میں کوئی نکتہ بیان کروں لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مجھ کو سب نکتے بھول جاتے ہیں جب میں اس ممبر پر آتا ہوں اور مجھے ایک ہی بات یاد رہتی ہے کہ جماعت میں جو کمزوریاں ہیں میں ان کے متعلق کچھ بیان کروں تاکہ کسی طرح وہ کمزوریاں دور ہو جائیں۔

مسیح موعودؑ کا آنا نبی کریمؐ کا آنا ہے

میں ہیں اپنے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں سورہ جمعہ میں آتا ہے۔ ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین محمد رسول اللہ ان میں مبعوث ہوئے مگر اب دوبارہ آپ تشریف نہیں لاسکتے۔ اس لئے فرمایا۔ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم وہو العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم مسیح موعود آئیگا اور مسیح موعود کے آنے کو حضور کا آنا ہی قرار دیا۔ محمد رسول اللہ کے غلام کو بھیجا گیا مگر ایسی کسی چھوٹی سی نہیں بلکہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اسکو دیکھا اور قبول کیا اسکے ذریعہ بیشمار نشانات ظاہر ہوئے جن کو ہمنے دیکھا اور ابھی بہت سے زندہ موجود ہیں جنہوں نے آپ کے عہد کو پایا۔

یاد رکھنا چاہئیے کہ نشان دیکھنے والے کئی طرح کے ہوتے ہیں مثلاً ایک نشان دیکھنے والے تو حضرت ابوبکر صدیق بھی تھے اور دوسرے منافق اور کافر۔ صحابہ میں بعض کمزوریاں تھیں۔ مگر وہ بحیثیت مجموعی ایمان کے اس اعلیٰ درجہ پر تھے جس کی ہوا بھی کفار اور منافقین کو چھو نہیں گئی تھی کیونکہ انہوں نے حضرت نبی کریمؐ کو پہچانا اور آپ کے ہاتھ پر نشانات کو ظاہر ہوتے دیکھا اور اپنے ایمانوں کو تازہ اور مضبوط کرتے تھے لیکن جب نبی کریمؐ اس جہان سے گذر گئے تو ایمان کو تازہ کرنیکے نشانات کیلئے ان لوگوں کی شہادتیں موجود تھیں جنہوں نے حضور اور حضورؐ کے نشانات کو دیکھا۔

ایمان کے کامل کرنیکے ذرائع

اسی طرح اب ہم میں بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا ان سے حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے نشانات سنکر ایمان تازہ کرنے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ فرمایا تھا کہ جماعت کے لوگ حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھیں اور ان کا امتحان لیا جایا کریگا۔ حضرت مسیح موعود کی کتب میں علوم کے دریا ہیں لیکن ان علوم و معارف و دقائق کے علاوہ وہ نشانات بھی ہیں پس اپنے ایمان کی مضبوطی کیلئے نشانوں کا دیکھنا ضروری ہے اور نشانوں کیلئے حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ بھی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔

اس طریق کے علاوہ ایک اور ذریعہ بھی ایمان کو مضبوط کرنیکا ہے اور وہ یہ کہ اپنی موت کو یاد کیا جائے نہیں جیسا کہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ الموت حق الموت حق۔ بلکہ اس حالت کو مد نظر رکھکر اس پر غور کرنا چاہئیے اور تصور کرنا چاہیئے کہ موت کس طرح ہوتی ہے پھر دنیا سے دل ہٹا کر خدا کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ انسان اولاد کیلئے چوری کرتا ہے اور رشوتیں لیتا ہے خیانتیں کرتا ہے لیکن اگر اسکو خدا پر کامل ایمان ہو اور مرنے کے بعد پرسش کا خوف ہو تو کبھی وہ ان گناہوں کے نزدیک نہیں جا سکتا مجھے یاد ہے کشمیر میں ایک شخص میرے والد صاحب کا دوست تھا وہ بڑی عمر کا تھا کشمیر میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا اس قحط کا مجھ کو کچھ ہوش ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں اپنے بیٹوں کیلئے چند روٹیاں چرا کر لایا کرتا تھا۔ کشمیر میں رواج ہے [illegible] باہر [illegible] رکھے

جنہ مق یا کم ان میں غلہ بھر دیتے ہیں وہ شخص کہتا تھا کہ میں ان قحط کے دنوں میں اپنے بیٹوں کیلئے ان صندوقوں سے غلہ چرا کر لایا کرتا تھا اور میرا خیال یہ ہوتا تھا کہ جب میں ضعیف ہونگا تو یہ میری خدمت کریں مگر جب وہ بچے جوان ہوئے تو اس کے نافرمان تھے جب وہ یہ قصہ بیان کیا کرتا تھا تو رو پڑا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تو ان کیلئے چوری بھی کرتا تھا مگر اب ضعیفی میں میری خبر بھی نہیں لیتے ہیں اس لئے رسول کریم نے فرمایا کہ ہادم اللذات کو یاد کرو تو کبھی شریعت کے خلاف امور سرزد نہیں ہو سکے دوسرے نشانات پر غور اور تدبر اور ان کا لا خطر ہی جس سے انسان شریعت کی خلاف ورزی سے بچ سکتا ہے اور اپنے اندر ایمان پیدا کر سکتا ہے جب انسان میں ایمان پیدا ہو جائے تو پھر اس کو جرات ہی پیدا نہیں ہوتی کہ ایمان کے خلاف بات پر عمل کرے چنانچہ اب بھی ایک شخص آیا میں اسکا نام نہیں لینا چاہتا اس نے بیان کیا کہ میں سود پر روپیہ قرض لیکر اپنی زمینداری کے کام چلایا کرتا تھا لیکن آخر میرے دل میں خدا کا خوف پیدا ہوا اور میں نے عہد کیا کہ آئندہ سود پر قرض نہیں لونگا خدا تعالیٰ نے میرے لئے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ میں نے ایک بیل خریدا ایک شخص آیا اسنے اپنا اچھا بیل مجھکو دیا اور کچھ روپیہ بھی ساتھ دے گیا اور میرا بیل خرید لیا اسی طرح کئی دفعہ ہوا کہ لوگ میرے بیل کے بدلے میں اپنا اچھا بیل مجھکو دے گئے۔ اور ساتھ کچھ روپیہ بھی اسی طرح میرے پاس ایک خاصی رقم جمع ہو گئی جس سے میں نے اپنا پہلا سارا قرضہ بے باق کر دیا اب موقعہ ہے کہ میں نے بیس روپے الدین لیکر یہ اس قسم نہیں اور میں سود پر روپیہ لینا نہیں چاہتا آپ مجھکو بیس روپیہ قرض دیدیں خدا تعالیٰ نے اس کا انتظام کر دیا اب دیکھئے اسکے ایمان نے اس کو ایک برائی سے بچایا اور وہ سود کے گناہ سے نجات پا گیا۔

آجکل تو لوگوں کی یہ حالت ہے کہ بڑے بڑے مولوی کہلانے والے خدا کے منکر ہیں اور باوجود اسکے نمازیں پڑھاتے ہیں بلکہ ایک مولوی صاحب میرے استاد بھی تھے وہ میرے سامنے صاف الفاظ میں کہا کرتے تھے کہ خدا کوئی نہیں۔ اور انہوں نے مجھے بھی اپنا ہم خیال بنانیکی کوشش کی یہ حالت ہے۔

(جشن تہنیت کو کامیاب بنانیوالے)

احباب کا شکریہ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کی طرف سے جو اعلان جشن فتح کے متعلق گزشتہ اشاعت اخبار الفضل میں شائع ہوئے ہے اسکی مفصل رپورٹ تو آپ شائع فرمائیں گے ہی۔ میں اس تحریک کے ذریعہ کل ممبر نیز تمام منتظمین کا جنہوں نے نہایت تندہی و جانفشانی کے ساتھ اپنے اپنے کام کی انجام دہی میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں اس ضمن میں ماسٹر مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔ اے بی ٹی اور ماسٹر تحسین خاں صاحب اور ماسٹر مولا خاں صاحب خصوصیت کے ساتھ شکریہ کے قابل ہیں بعض اور دوستوں نے بھی اس جشن کو کامیاب بنانے کیلئے سعی فرمائی ہے مثلاً سید قاسم علی صاحب نے قریباً ۵۰ روپیہ کی کتاب ایک روپیہ نقد انعام کیلئے مرحمت فرمایا اسی طرح منشی فخرالدین صاحب و محمد یٰسین صاحب و ماسٹر احمد حسین نے بھی کتابیں عنایت فرمائیں اب سب دوستوں کا نیز ان احباب کا بھی جنہوں نے اپنے قیمتی مشورہ اور تحمل سے منتظمان کو مستفید فرمایا ہے میں منتظم اگلی مولوی شیر علی صاحب و نیز انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ قادیان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام

فیلکمنل: ــ خاکسار مرزا بشیر احمد دارالامان ۳۰ نومبر ۱۹۱۸ء

اعلان نکاح

میاں غلام نبی ولد شیخ محسن محمد صاحب حسینی کا نکاح عائشہ بیگم بنت شیخ نور احمد صاحب حسینی کے ساتھ بعوض مہر ... روپیہ پڑھا گیا خدا مبارک کرے۔

نماز جنازہ

اہلیہ محمد ظہور صاحب احمدی پٹیالہ برادر خورد ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب پٹیالوی فوت ہو گئی ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

ایک عظیم الشان اردو پنجابی مشاعرہ

۱۵ دسمبر ۱۹۱۸ء کو بوقت ۵ بجے شام حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں زیر صدارت جناب آنریبل نواب محمد ذوالفقار علی خان بہادر سی ایس آئی منعقد ہوگا۔

حضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب رونق افروز ہوں گے اور علامہ اقبال اپنی نظم پڑھینگے ملک کے بہترین شعراء اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ فرمائینگے بہترین نظموں کے لئے حسب ذیل انعامات تقسیم کیے جائینگے۔

اردو

اول انعام	پچاس روپیہ مع سند
دوم انعام	تیس روپے
سوم انعام	پچیس روپے
چہارم انعام	بیس روپے
پنجم انعام	پندرہ روپے

پنجابی

اول انعام	پچاس روپیہ مع سند
دوم انعام	تیس روپیہ
سوم انعام	پچیس روپیہ

بہترین نظموں کا انتخاب کرنے اور انعامات کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے حسب ذیل دو کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں۔

اردو (۱) جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لاء

(۲) جناب آنریبل پنڈت شو نرائن صاحب شمیم ایم اے ایڈووکیٹ۔

(۳) جناب سردار جوگندر سنگھ صاحب ایڈیٹر ایسٹ اینڈ ویسٹ۔

پنجابی۔ جناب جسٹس رام بھج دت صاحب ایم اے دیوان بہادر پریذیڈنٹ۔

(۲) جناب بھائی ویر سنگھ صاحب ایڈیٹر خالصہ سماچار امرتسر۔

(۳) جناب چوہدری شہاب الدین صاحب بی اے ایل ایل بی۔

مضمون۔ اتحادی فتح جرمن شکست اور انگلستان و دیسی سیاسی نصب العین کے نظمیں صرف اسی حالت میں پڑھی جا سکتی ہیں کہ وہ پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور کے دفتر میں ۱۰ دسمبر ۱۹۱۸ء تک پہنچ جائیں تمام مشاعرہ میں ہندوستانی شاعر کی تمام دنیا ... مدعو ہیں جلسہ گاہ میں داخلہ صرف بذریعہ ٹکٹ ہوگا جو پنجاب پبلسٹی کمیٹی سے ... یا تحریری درخواست پر مل سکتے ہیں۔

تمام شعراء اپنا ... اس مشاعرے میں حصہ لے سکتے ہیں۔